السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

فخذین پر مابین السجدتین ہاتھ کس شکل سے رکھنے چاہئیں۔ آیا خمسین وغیرہ کی گرہ لگاکر؟ یا سادے طور پر کما ھما؟ اس کی دلیل مع حوالہ درکار ہے؟ حافظ عبدالخالق جے پور۔

الجواب بعون الوہاب بشرط صحة السؤال

وعلیکم السلام ورحمة اللہ وبرکاته!

الحمد للہ، والصلاة والسلام علىٰ رسول اللہ، أما بعد!

میرے نزدیک راحج بلکہ حق وصواب یہ ہے کہ مابین السجدتین جلسہ میں دونوں ہاتھوں کو فخذین پر پھلا کر بغیر قبض اصابع کے رکھنا چاہیے۔ مولوی عبدالوہاب صاحب مرحوم صدری وغیرہ جس حدیث سے استدلال کرتے ہیں۔ میرے نزدیک اس کے قابل احتجاج ہونے میں تامل ہے۔ نماز میں اصل ارسال اور بسط ید ہے کمافی خارج الصلاۃ۔ اس اصل کے خلاف کےلیے یعنی وضع وأخذ فی حالۃ القیام، اور قبض اصابع وعقد فی حالۃ القعود وا لجلوس کےلیے دلیل صحیح قوی کی ضرورت ہے۔ اوریہ صورت مسؤلہ میں مفقود ومعدوم ہے۔ بہرحال قائلین قبض اصابع وعقد کی دلیل یہ حدیث: ''حدثنا عبداللہ – یعنی: ابن احمد بن حنبل – حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ، أَخْبَرَنَا سُفْيَانُ، عَنْ عَاصِمِ بْنِ كُلَيْبٍ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ وَائِلِ بْنِ حُجْرٍ قَالَ: "رَأَيْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَبَّرَ فَرَفَعَ يَدَيْهِ حِينَ كَبَّرَ، يَعْنِي اسْتَفْتَحَ الصَّلَاةَ، وَرَفَعَ يَدَيْهِ حِينَ كَبَّرَ، وَرَفَعَ يَدَيْهِ حِينَ رَكَعَ، وَرَفَعَ يَدَيْهِ حِينَ قَالَ: سَمِعَ اللَّهُ لِمَنْ حَمِدَهُ، وَسَجَدَ فَوَضَعَ يَدَيْهِ حَذْوَ أُذُنَيْهِ، ثُمَّ جَلَسَ فَافْتَرَشَ رِجْلَهُ الْيُسْرَى، ثُمَّ وَضَعَ يَدَهُ الْيُسْرَى عَلَى رُكْبَتِهِ الْيُسْرَى، وَوَضَعَ ذِرَاعَهُ الْيُمْنَى عَلَى فَخِذِهِ الْيُمْنَى، ثُمَّ أَشَارَ بِسَبَّابَتِهِ، وَوَضَعَ [ص: 151] الْإِبْهَامَ عَلَى الْوُسْطَى، وَقَبَضَ سَائِرَ أَصَابِعِهِ، ثُمَّ سَجَدَ، فَكَانَتْ يَدَاهُ حِذَاءَ أُذُنَيْهِ،، (مسند احمد 4/317).

یہ حدیث قائلین قبض فیما بین السجدتین کےلیے دلیل صریح ہے اور صرف اسی ایک حدیث پر ان کا اعتماد ہے، لیکن یہ حدیث دووجوں سے ناقابل استنادواحتجاج ہے:

(1) اس حدیث کا دارومدار صرف عاصم ین کلیب ہیں اور وہ اس ذکر زیادۃ میں متفرد ہیں اور ان کی روایت بحالت تفرد قابل احتجاج نہیں ہوتی۔ حافظ مقدمہ فتح الباری،، (ص: 457) میں لکھتے ہیں: قال ابن المدینی: لا یحتج بما تفرد بہ،، وکذا ذکرہ الذہبی فی ''میزان الاعتدال،، (3/356)، وقال ابن عبدالبرفی ''التمہید،،: ''ہو لیس ممن یحتج إذا انفرد بہ،، پس اس وجہ سے یہ روایت یعنی: خاص یہ زیادت جس کا مدار عاصم بن کلیب ہیں قابل اعتبار ولائق احتجاج نہیں۔

(2) اس حدیث کے متن میں اضطراب واختلاف ہے جو حدیث کو صحت کے درجہ سے گرادیتا ہے تفصیل پڑھیے۔ مسند احمد میں عاصم بن کلیب کے چار شاگرد ہیں۔ جو ان کی حدیث میں قبض واشارہ کو فی الجملہ ذکر کرتے ہیں۔ سفیان، عبدالواحد، زائدہ، شعبہ، شعبہ اپنی روایت میں تحلیق وعقد واشارہ کو جلسہ تشہد کے ساتھ مقید کرتے ہیں جو صاف سفیان کی روایت کے مخالف ہے۔ الالفاظ یہ ہیں: ''وخرفی رکوعہ وخرفی سجودہ، فلما قعد یتشہد وضع فخذہ الیمنی علی الیسری، ووضع یدہ الیمنی، وأشار باصبعہ السبابۃ وحلق بالوسطی،، (مسند احمد 4/319) عبدالواحد اور زائدہ مطلق بیان کرتے ہیں یعنی: نہ جلسہ مابین السجدتین کے ساتھ مقید کرتے ہیں نہ جلسہ تشہد کے ساتھ، لیکن صحاح ستہ میں عام صحابہ کی حدیثیں اور خود وائل کی حدیث مروی از شعبۃ قرینہ ہیں اس بات کا کہ عبدالواحد اور زائدہ کی حدیثوں میں جلسہ تشہد کی کیفیت مذکورہ ہے نہ جلسہ مابین السجدتین کی۔

عبدالواحد کے الفاظ یہ ہیں: ''فَلَمَّا سَجَدَ وَضَعَ يَدَهُ مِنْ وَجْهِهِ، بِذَالِكَ الْمَوْضِعِ فَلَمَّا قَعَدَ افْتَرَشَ رِجْلَهُ الْيُسْرَى، وَوَضَعَ يَدَهُ الْيُسْرَى عَلَى رُكْبَتِهِ الْيُسْرَى، وَوَضَعَ حَدَّ مِرْفَقِهِ عَلَى فَخِذِهِ الْيُمْنَى، وَعَقَدَ ثَلَاثِينَ وَحَلَّقَ وَاحِدَةً، وَأَشَارَ بِإِصْبَعِهِ السَّبَّابَةِ،، (مسند احمد 4/316) اور زائدہ کے الفاظ حسب ذیل ہیں: ''ثُمَّ سَجَدَ، فَجَعَلَ كَفَّيْهِ بِحِذَاءِ أُذُنَيْهِ، ثُمَّ قَعَدَ فَافْتَرَشَ رِجْلَهُ الْيُسْرَى، فَوَضَعَ كَفَّهُ الْيُسْرَى عَلَى فَخِذِهِ وَرُكْبَتِهِ الْيُسْرَى، وَجَعَلَ حَدَّ مِرْفَقِهِ الْأَيْمَنِ عَلَى فَخِذِهِ الْيُمْنَى، ثُمَّ قَبَضَ بَيْنَ أَصَابِعِهِ فَحَلَّقَ حَلْقَةً، ثُمَّ رَفَعَ إِصْبَعَهُ، فَرَأَيْتُهُ يُحَرِّكُهَا يَدْعُو بِهَا"، ثُمَّ جِئْتُ بَعْدَ ذَلِكَ فِي زَمَانٍ فِيهِ بَرْدٌ (مسند احمد 4/318) الحدیث.

<u>رہ گئی سفیان کی حدیث سوواضع ہو کہ اس میں بھی اختلاف ہے۔ سفیان کے دوشاگرد ہیں: (1) عبدالرزاق (2) عبداللہ بن الولید۔</u>

یہ دونوں شاگرد سفیان سے اس زیادۃ کو ذکر کرتے ہیں متفق نہیں ہیں۔ یعنی: صرف عبدالرزاق ذکر کرتے ہیں۔ اور عبداللہ بن الولید اس عقد واشارہ کو کسی خاص جلسہ کے ساتھ مقید نہیں کرتے چنانچہ ان کے الفاظ یہ ہیں:

(فلما جلس حلق بالوسطی والإبہام وأشار بالسبابۃ، ووضع یدہ الیمنی علی فخذہ الیمنی، وضع یدہ الیسری علی فخذہ الیسری،، (السنن الکبری 133/2''.

معلوم ہوا کہ عبداللہ بن الولید عن سفیان کے الفاظ بھی بشر بن المفضل وعبدالواحد وزائد وغیرہم عن عاصم بن کلیب کے الفاظ کے کی طرح مجمل ہیں، پس ایسی حالت میں عبدالرزاق عن سفیان عاصم بن کلیب کی یہ روایت کیوں کر قابل احتجاج ہوسکتی ہے؟

ونیز سنن کبریٰ، بیہقی کی روایات ''یوحد بہا ربہ، یشیر بہا إلی التوحید،، (موطا امام مالک بروایۃ محمد بن الحسن الشیبانی ص: 67) کی روشنی میں سبابہ کے ذریعہ اشارہ کرنے سے مقصود توحید الٰہی کی طرف اشارہ کرنا معلوم ہوتا ہے، اسی بنا پر اکثر فقہاء یہ کہتے ہیں کہ تشہد میں جب لاالہ الا اللہ پر پہنچے تو سبابہ سے اشارہ کرے تاکہ قول وفعل دونوں سے توحید کا اقرار ہوجائے۔

(اس صورت حال کا مقتضیٰ یہ ہے کہ اشارہ کو تشہد والے قعدہ کے ساتھ مخصوص مانا جائے۔ ہذا ما عندی واللہ اعلم – (محدث دہلی ج: 2 ش: 2 جمادی الآخر 1366ھ مئی 1947ء

تورک آں حضرت ﷺ سے فعلا صرف دوقعدہ والی نماز میں اوروہ بھی آخری قعدہ میں ثابت ہے ۔ دورکعت والی نماز کے قعدہ میں تورک کرنے کے بارے میں کوئی صریح روایت نظر سے نہیں گزری پس دورکعت والی نماز کے قعدہ میں اختیار ہے کہ تورک کیا جائے یاافتراش پر عمل کیا جائے دونوں جائز ہے ۔ واللہ اعلم ۔ املاہ : عبیداللہ الرحمانی المبارکفوری (محدث بنارس ۔ شیخ الحدیث نمبر ۔ فروری 1997ء)

هذا ما عندي والله أعلم بالصواب

فتاویٰ شیخ الحدیث مبارکپوری

جلد نمبر 1

صفحہ نمبر 255

محدث فتویٰ